تعددِ ازواج کا مسئلہ

THE PROBLEM OF POLYGAMY

نعمان نیئر کلاچوی

تعدّدِ اَزواج کا مسئلہ

The Problem of Polygamy

نعمان نیئر کلاچوی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام مقالہ	تعدّدِ اَزواج کا مسئلہ
مصنف	نعمان نیئر کلاچوی
ناشر	مرشد پبلی کیشنز، کلاچی،ڈیرہ اسماعیل خان
پی ڈی ایف ایڈیشن	مارچ،2026

فہرست

صفحہ	عنوانات	نمبر
5	پیش گفتار	1
8	آیت کے روایتی تراجم اور لغوی مشکلات	2
44	تعدّدِ اَزواج کا مسئلہ	3

پیش گفتار

سورہ النساء کی آیت سوم ہی وہ آیت ہے جس کے فہم نے دراصل اُمت میں وہ عجیب سماجی مسئلہ پیدا کیا جس کا تدارک اور حل آج تک پیدا نہ ہو سکا۔ یعنی تعدّدِ اَزواج کا مسئلہ کہ اسلام دراصل مطلق چار شادیوں کی باقاعدہ اجازت دیتا ہے۔ یہ مسئلہ اپنی ذات میں اتنا پیچیدہ اور بحث طلب ہے کہ اِس پر باقاعدہ ایک پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے لیکن میرا مقصد یہاں مذکورہ آیت کا وہ خالص قرآنی فہم بیان کرنا ہے جسے اُمت کے ہر مسلک نے جان بُوجھ کر یا پھر تقلیدی طور پر نظر انداز کر دیا۔

قرآن پر براہِ راست غور و فکر کی روش تو اُمت میں تابعین کے بعد قریباً ختم ہو چکی تھی چنانچہ نامور مفسّرِ قرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے تلامذہ اور مکتبِ مکّہ کے مفسّرین میں سے سعید بن جبیر، مجاہد ابن جبر، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، طاؤس بن کیسان، عطاء ابن رباح اور عمرو ابن دینار کے بعد یہ کام پھر ویسے جاری نہ رہ سکا۔ مکتبِ عراق کے مفسّرین جو صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے شاگرد تھے میں مسروق ابن الاجداع، حسن بصری، قتادہ بن دعامہ السدوسی، علقمہ بن قیس اور ابراہیم نخعی جو حضرت امام ابو حنیفہ کے بزرگ اُستاد تھے معروف ہیں۔ مکتبِ مدینہ کے مفسّرین جو

صحابیِ رسول حضرت ابی بن کعبؓ کے شاگرد تھے میں زید بن اسلم عدوی مولیٰ عمر ابن خطابؓ، ابوالعالیہ ریاحی، محمد بن کعب القرظی معروف ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اِن تمام مفسّرین میں اکثریت آزاد کردہ غلاموں کی ہے۔ خاص کر عکرمہ اور زید بن اسلم نے تو قرآن و حدیث اور فقہ میں ایسا سکّہ جمایا کہ بعد میں بڑے بڑے فضلاء بھی آپ حضرات ہی کے فہمِ قرآن کا دَم بھرتے رہے۔

خیر اتنی تفصیل بتانے کا مقصد صرف یہی تھا کہ صحابہ کے بعد بھی قرآن پر براہِ راست غور و فکر جاری رہا اور اِس دوران ایک سے بڑھ کر ایک مفسر پیدا ہوئے۔ بس افسوس اِس بات کا ہے کہ تابعین کے بعد کے دَور میں پتہ نہیں اُمت کیسی سہل پسندی کا شکار ہوئی کہ بجائے اِس کے کہ قرآن پر مسلسل غور و فکر جاری رہتا متقدمین کے فہم پر مُہر لگا دی کہ اب بس یہی فہم بعد کے زمانوں میں بھی چلے گا اور اب اِس کے بعد کسی کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ براہِ راست قرآن پر غور کر کے اصل کی کھوج کے درپے ہو۔

قرآن پر جن لوگوں نے بھی براہِ راست غور کرنے پر پابندی لگائی خدا اُنہیں ضرور پوچھے بھلے وہ نیک لوگ ہوں یا سلاطینِ جائر۔ مجھے اِس سے کوئی غرض نہیں کہ یہ پابندی کس نے کب اور کیوں لگائی۔ میرے پیشِ نظر تو قرآن

کریم ہے جو مجھ سے براہِ راست مخاطب ہو کر ڈانٹ رہا ہے کہ آخر تم قرآن پر براہِ راست غور و فکر کیوں نہیں کرتے، کیا تمہارے دلّوں پر تالے لگ چکے ہیں؟۔(سورہ محمد آیت 24)

اب یا تو کوئی مجھے قرآن کا مخاطب ہونے سے بے دخل کر دے یا پھر یہ کہ قرآن کی اِس آیت کو منسوخ کر دے تو بات بن سکتی ہے۔ جب تلک اِن دو کاموں میں سے کوئی ایک واقع نہیں ہو جاتا بہت ضروری ہے کہ مَیں سورہ النساء آیت سوم کا مکمل جائزہ لینے کی کوشش کروں کہ آخر اِس سے قرآن کا منشاء کیا ہے اور کیا آج بھی یہ آیت ہمارے شعور اور سماج سے متعلّق ہو سکتی ہے یا نہیں؟۔ علاوہ ازیں اِس آیت کا تعدّدِ اَزواج سے کیا تعلّق بنتا ہے یا سرے سے بنتا ہی نہیں۔ سب سے پہلے مَیں آیت کا روایتی ترجمہ اور اِس سے پیدا ہونے والے علمی مسائل اور آخر میں آیت کا سیاق و قرآنی نظم کے مطابق ترجمہ کر کے اُس کے فوائد عرض کروں گا۔

فقیر

نعمان نیرؔ کلاچوی

10 مارچ، 2026

آیت کے روایتی تراجم اور لغوی مشکلات

سورہ النساء ایک مدنی سورہ ہے اور یہ ہجرت کے بعد نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے۔اِس کا آغاز دراصل یتامیٰ یعنی یتیموں کے حقوق کی نگہداشت سے ہوتا ہے۔پہلی آیت میں تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے اِس بنیاد پر کہ یہی تقویٰ ہے جسے بنیاد بنا کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق طلب کرتے ہو۔یہ بالکل ایسے ہے جیسے آجکل ہم کہتے ہیں کہ کچھ تو خدا کا خوف کرو یعنی میرے ساتھ زیادتی نہ کرو۔

دوسری آیت میں تنبیہ کی گئی ہے کہ یتیموں کا مال نہ کھاؤ اور نہ اُن کے اچھے مال رکھ کر اپنا کم قیمت مال اُن کے حوالے کرو اور نہ ہی اُن کے اور اپنے مال کو باہم مِلا جُلا کر اچھا مال خود رکھ لو۔یعنی آیت میں دراصل یتیموں کے سرپرستوں کو یتیموں کے مال کے معاملے میں سخت تاکید کی گئی ہے کہ اُن کے مال اُنہی کی امانت ہیں تمہارے پاس، پس تم لوگ سرپرست ہو کر اِس میں خیانت نہ کرو۔اِس مضمون کو ذہن میں کو ضرور رکھیں تاکہ اگلی آیت یعنی آیت سوم کا عقدہ حل ہو سکے۔مزید بحث سے قبل آپ آیت کے روایتی تراجم دیکھ لیں۔سب سے پہلا ترجمہ دراصل برصغیر کا پہلا ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ فارسی میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کیا ہے۔اپنے اِس پہلے

فارسی ترجمہ کو شاہ صاحب نے فتح الرحمان کے عنوان سے لکھا تھا۔اب مَیں سورہ النساء کی آیت سوم کا ترجمہ دے رہا ہوں۔پہلے آیت دیکھ لیں۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتَامٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا۔

واگر دانید که عدل نتوانید کرد در حقِّ دخترانِ یتیمه، پس نکاح کنید آنچه خوش آید شمارا از سایر زنان، دو دو، و سه سه و چهار چهار، پس اگر دانید که در این صورت نیز عدل نتوانید کرد، پس نکاح کنید یک زن را یا سریه گیرید آن را که مالک او شد دست های شما، این نزدیک ترست به آن که جور نکنید۔

(ماخوذ از بہ کوشش مسعود انصاری۔www.aqeedeh.com)

شاہ صاحب کے فارسی ترجمہ کا اب حرف بہ حرف اُردو ترجمہ دیکھیں۔مَیں صرف فارسی الفاظ کا سادہ اُردو ترجمہ پیش کر رہا ہوں۔

اور اگر تم جانو کہ انصاف نہیں کر سکو گے حق میں یتیم لڑکیوں کے، تو پھر نکاح کرو جو پسند آئے تم کو باقی سے، دو دو، تین تین اور چار چار، پھر اگر اِس

صورت میں بھی انصاف نہیں کر سکو تو نکاح کرو ایک عورت سے یا لونڈی بنا لو اُس کو کہ جس کے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ، یہ قریب ہے اِس کے کہ تم زیادتی نہ کرو۔

شاہ صاحب کے ترجمے کے بعد اب اُردو زبان کا ایک قدیم مگر زیادہ فصیح ترجمہ دیکھئے۔ یہ ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی مرحوم کا ہے جس کی بنیاد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرزند شاہ عبد القادر دہلوی کے ترجمے موضح القرآن کو بنایا گیا ہے۔

اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کر لو جو اور عورتیں تم کو خوش آویں دو دو، تین تین، چار چار، پھر اگر ڈرو کہ اِن میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو یا لونڈی جو اپنا مال ہے، اِس میں اُمید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے۔ (ماخوذ از معارف القرآن جلد دوم صفحہ 327۔ مطبوعہ۔ مکتبہ معارف القرآن کراچی، سنِ اشاعت۔ جنوری، 2025ء)

اب ایک اور ترجمہ دیکھئے۔ یہ ترجمہ معروف بریلوی عالمِ دین پیر کرم شاہ الازہری مرحوم کا ہے۔

اور اگر ڈرو تم اِس سے کہ نہ انصاف کر سکو گے تم یتیم بچوں کے معاملہ میں (تو اُن سے نکاح نہ کرو) اور نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں (اِن کے علاوہ دوسری) عورتوں سے دو دو، تین تین، چار چار اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم اِن میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی یا کنیزیں جن کے مالک ہوں تمہارے دایاں ہاتھ۔ یہ زیادہ قریب ہے، اِس کے کہ تم ایک طرف ہی نہ جھک جاؤ۔ (ماخوذ از ضیاء القرآن جلد اوّل صفحات 316 تا 318۔ مطبوعہ۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔ سنِ اشاعت۔ اپریل، 2024ء)

اب اہلِ حدیث عالمِ دین مولانا محمد جوناگڑھی مرحوم کا ترجمہ دیکھیے۔

اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں سے بھی جو تمہیں اچھی لگیں، تم اُن سے نکاح کر لو دو دو تین تین چار چار سے، لیکن اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی بس ہے یا تمہاری ملکیت کی لونڈی ہی، ممکن ہے کہ ایسا کرنے سے ناانصافی اور ایک طرف جھک پڑنے سے بچ جاؤ۔ (تفسیرِ ابنِ کثیر {تخریج شدہ نسخہ} جلد اوّل صفحہ 607۔ مطبوعہ۔ مکتبہ قدوسیہ لاہور۔ سنِ اشاعت۔ 2014ء)

اب مسلکِ اثناء عشریہ کا ایک مستند اُردو ترجمہ دیکھیے۔ یہ ترجمہ معروف شیعہ عالمِ دین سید صفدر حسین نجفی نے کیا ہے۔ اصل میں یہ معروف فارسی تفسیر

تفسیرِ نمونہ کا اُردو ترجمہ ہے جسے آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی کی نگرانی میں پندرہ شیعہ علماء نے تالیف کیا ہے۔

اور اگر تم کو اِس بات کا ڈر ہو (کہ یتیم لڑکیوں سے شادی کی صورت میں) اِن سے انصاف نہ کر سکو گے تو (اِن سے شادی کرنے سے صَرفِ نظر کر لو اور دوسری پاک عورتوں سے نکاح کرو، دو یا تین یا چار بیویاں اور اگر تم کو ڈر ہو (کہ متعدد بیویوں کے بارے میں) عدل ملحوظ نہ رکھ سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر قناعت کرو اور یا جن عورتوں کے تم مالک ہو اُن سے اِستفادہ کرو۔ یہ طریقہ بہتر طور پر ظلم و ستم سے محفوظ رکھتا ہے۔ (تفسیرِ نمونہ جلد دوم صفحات 357-358۔ مطبوعہ۔ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور۔ سنِ اشاعت۔ ربیع الثانی، 1417 ہجری)

یہاں پر دو اور اہم مثالیں بھی دے دی جائیں تو حجت تمام ہو جائی گی۔ یہ معروف عربی ترجمہ دراصل سعودیہ حکومت کی سرکاری تفسیر ہے۔ تفسیر المُیسّر اِس کا عنوان ہے اور اگر آپ کبھی عمرہ یا حج پر جائیں تو یہ تفسیر آپ کو مسجدِ نبوی کے ہر ستون کے ساتھ پڑی مل جائے گی۔ یہ تفسیر سعودیہ کے سرکاری علماء نے تالیف کی ہے۔ مذکورہ آیت کا یہ کیسے ترجمہ کرتے ہیں۔ دیکھئے۔

وإن خفتم ألا تعدلوا في يتامى النساء اللاتي تحت أيديكم بأن لا تعطوهن مهورهن كغيرهن، فاتركوهن وانكحوا ما طاب لكم من النساء من غيرهن: اثنتين أو ثلاثًا أو أربعًا، فإن خشيتم ألا تعدلوا بينهن فاكتفوا بواحدة، أو بما عندكم من الإماء. ذلك الذي شرعته لكم في اليتيمات والزواج من واحدة إلى أربع، أو الاقتصار على واحدة أو ملك اليمين، أقرب إلى عدم الجَوْرِ والتعدي.

اب اِس کا لفظ بہ لفظ اُردو ترجمہ بھی دیکھ لیں۔

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے یتیم عورتوں کے بارے میں جو تمہارے زیرِ دست ہیں اِس طرح کہ تم اُنہیں اُن کے حق مہر نہ دے سکو دوسری عورتوں کی طرح تو پھر اُنہیں چھوڑ دو۔ اور نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں اِن کے علاوہ دوسری عورتوں میں سے دو دو، تین تین، چار چار، پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ تم اِن کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر اِکتفا کرو، یا یہ جو تمہارے پاس لونڈیوں میں سے، یہ جو مَیں نے تمہارے لئے مشروع کیا ہے یتیم لڑکیوں کے حق میں اور ایک سے چار تک نکاح کے بارے میں یا ایک پر بس کرنے کے بارے میں یا لونڈیوں پر اِکتفا کرنے کے بارے میں زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم نہ کرو اور زیادتی نہ کرو۔ (التفسیر المُیسّر صفحہ 77۔ مطبوعہ۔ مجمع الملک فہد المدینۃ المنوّرہ۔ سن اِشاعت۔ 1433 ہجری)

عربی میں ایسے ہی ترجمہ کیا جاتا ہے چونکہ یہ لوگ عرب ہیں اور عربی اِن کی ماں بولی ہے تو یہ قرآنی متن کا سادہ مفہوم تو بغیر کسی دِقّت کے سمجھ لیتے ہیں مزید وضاحت کیلئے اِنہیں تفسیر کی ضرورت پڑتی ہے اور یہی تفسیر عربی میں ترجمہ کہلاتی ہے۔ جبکہ ہم غیر عربوں کو ایک ساتھ دو کام کرنے پڑتے ہیں یعنی پہلے عربی متن کا سادہ ترجمہ اپنی زبان میں منتقل کرنا پڑتا ہے پھر اِس کی وضاحت کرنا پڑتی ہے جسے ہم تفسیر کہتے ہیں۔

اب آجائیں ہمارے زمانے کے بہت زیادہ معروف عالمِ دین اور مفسّرِ قرآن ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کے ترجمے کی طرف کہ وہ مذکورہ آیت کا کیا ترجمہ کرتے ہیں۔ اِس ضمن میں یہ آخری مثال ہے اور اِس کے بعد بھی اگر کسی کو کوئی مزید حوالہ چاہیئے تو وہ خود محنت کرے۔ دیکھئے۔

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم بچیوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو (اُنہیں اپنے نکاح میں نہ لاؤ بلکہ) جو عورتیں تمہیں پسند ہوں اُن سے نکاح کر لو دو دو دو تین تین چار چار تک لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ اِن کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر بس کرو یا وہ عورتیں جو تمہاری مِلکِ یمین ہوں، یہ اِس سے قریب تر ہے کہ تم ایک ہی طرف کو نہ جھک

پڑو۔(بیان القرآن۔ صفحات 124۔125۔ مطبوعہ۔بک فیئر پبلشر لاہور۔سنِ اشاعت۔2020ء)

آیت کے معروف روایتی تراجم پیش کرنے کے بعد اب ضروری ہے کہ آیت کی نحوی ترکیب اور لفظی اُردو کر دیا جائے تاکہ آیت کا لغوی مفہوم واضح ہو جائے، بعد ازیں مَیں آیت کے مفہوم پر تفصیلی بات کروں گا۔

نحوی ترکیب اور لفظی اُردو ترجمہ

وَ	اِنْ	خِفْتُمْ	اَنْ	لَا	تُقْسِطُوْا	فِي	الْيَتَامٰى
حرفِ اِستئنافیہ یعنی آغاز کرنے والا حرف معنیٰ اور	حرفِ شرط معنیٰ اگر	فعلِ مضارع مع ضمیر جمع مخاطب معنیٰ تم خوف رکھتے ہو	حرفِ مصدریہ ناصبہ معنیٰ کہ	حرفِ نافیہ معنیٰ نہیں	فعلِ مضارع جمع مخاطب معنیٰ تم انصاف کرتے ہو	حرفِ جر معنیٰ میں	جمع مکسّر تکثیر معنیٰ یتیم لڑکے اور لڑکیاں
فَ	اَنْكِحُوْا	مَا	طَابَ	لَكُمْ	مِّنَ	النِّسَآءِ	مَثْنٰى
حرفِ تعقیب جزاءیا سبب کیلئے آتا ہے معنیٰ تو پھر	فعلِ اَمر جمع مخاطب معنیٰ تم نکاح کرو	حرفِ موصولہ معنیٰ جس	فعلِ ماضی معنیٰ موافق ہوا	ضمیر جمع مخاطب معنیٰ تمہارے لئے	حرفِ جر معنیٰ میں سے	اسمِ مجرور معنیٰ عورتیں	اسمِ غیر منصرف معنیٰ دو، دو
وَ	ثُلٰثَ	وَ	رُبٰعَ	فَ	اِنْ	خِفْتُمْ	اَنْ
حرفِ عطف معنیٰ اور	اسمِ غیر منصرف معنیٰ تین، تین	حرفِ عطف معنیٰ اور	اسمِ غیر منصرف معنیٰ چار	حرفِ جزائیہ معنیٰ پھر تو	حرفِ شرط معنیٰ اگر	فعلِ مضارع مع ضمیر جمع مخاطب معنیٰ تم خوف رکھتے ہو	حرفِ مصدریہ ناصبہ معنیٰ کہ

لَا	تَعْدِلُوْا	فَ	وَاحِدَةً	اَوْ	مَا	مَلَكَتْ	اَيْمَانُكُمْ
حرفِ نافیہ معنٰی نہیں	فعلِ مضارع جمع مخاطب معنٰی تم انصاف کرتے ہو	حرفِ تعقیب جزاء یا سبب کیلئے آتی ہے معنٰی تو پھر	اسمِ غیر منصرف معنٰی ایک	حرفِ عطف معنٰی یا	حرفِ موصولہ غیر ذوالعقول معنٰی جس	فعلِ ماضی مؤنث معنٰی ملکیت میں آچکے	ضمیر جمع مخاطب اسمِ یمین یعنی دایاں ہاتھ معنٰی تمہارے دایاں ہاتھ
ذٰلِكَ	اَدْنٰٓى	اَنْ	لَا	تَعُوْلُوْا			
اسمِ اشارہ بعید معنٰی وہ	اسمِ تفضیل معنٰی زیادہ قریب	حرفِ مصدریہ ناصبہ معنٰی کہ	حرفِ نافیہ معنٰی نہیں	فعلِ مضارع جمع مخاطب معنٰی تم عیال رکھتے ہو			

آیت کی نحوی ترکیب اور لفظی ترجمہ کے بعد ضروری ہے کہ روایتی ترجمہ میں موجود علمی اشکالات پر تفصیل سے بحث کی جائے۔ یہاں پر مَیں روایتی تراجم میں سے سعودیہ کا سرکاری ترجمہ ہی لے رہاہوں کہ یہ اِس وقت ایک معیار کی حیثیت سے پوری دنیا میں سند مانا جاتا ہے۔

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے یتیم عورتوں کے بارے میں جو تمہارے زیرِ دست ہیں اِس طرح کہ تم اُنہیں اُن کے حق مہر نہ دے سکو دوسری عورتوں کی طرح تو پھر اُنہیں چھوڑ دو۔ اور نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں اِن کے علاوہ دوسری عورتوں میں سے دو دو، تین تین، چار چار، پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ تم اِن کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر اِکتفا کرو، یا یہ جو تمہارے پاس لونڈیوں میں سے، یہ جو مَیں نے تمہارے لئے مشروع کیا ہے یتیم لڑکیوں کے حق میں اور ایک سے چار تک نکاح کے بارے میں یا ایک پر بس کرنے کے بارے میں یا لونڈیوں پر اِکتفا کرنے کے بارے میں زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم نہ کرو اور زیادتی نہ کرو۔

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے یتیم عورتوں کے بارے میں جو تمہارے زیرِ دست ہیں اِس طرح کہ تم اُنہیں اُن کے حق مہر نہ دے سکو دوسری عورتوں کی طرح تو پھر اُنہیں چھوڑ دو۔

یہ ترجمہ ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰی کا۔

ہم جانتے ہیں کہ اِن حرفِ شرط ہے اور خفتم سے مراد اِس ترجمہ میں یتیم لڑکیوں کے نامحرم سرپرست ہیں ورنہ تو نکاح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔یعنی ترجمہ کے مطابق نامحرم سرپرستوں کو ڈر ہو کہ وہ انصاف نہ کرسکتے ہوں۔لفظ تقسطو کو ترجمے میں من گھڑت طریق سے حقِ مہر کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے حالانکہ انصاف نہ کرنا عام ہے فلھٰذا یہ پہلا مفروضہ ہے جو ترجمے میں گھسیڑ دیا گیا ہے۔ آگے الیتامیٰ پر آیت کو جملہِ جزائیہ سے منقطع کرکے بالکل ایک نیا مضمون پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے یعنی اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے معاملے میں انصاف نہیں کرسکوگے تو پھر اُن سے نکاح نہ کرو۔ نکاح نہ کروکیلئے تو متن میں سرے سے کوئی لفظ ہی موجود نہیں ہے۔ یہ دوسرا مفروضہ ہے جو متن پر لاد دیا گیا۔

اب ذرا جملہِ جزائیہ کے لفظ النساء کو دیکھئے۔ آگے آیت میں ہے کہ فانکحو ما طاب لکم مِن النساء یعنی نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں عورتوں میں سے۔ سوال یہ ہے کہ یہ کونسی عورتیں ہیں جن کا پہلا تذکرہ ہو چکا ہے؟۔ لیکن نہیں یہاں روایتی ترجمہ میں جملہ شرطیہ کو جزائیہ سے توڑ کر مِن النساء کا مضاف محذوف فرض کر لیا گیا جس کی یہاں سرے سے ضرورت ہی نہیں

تھی یعنی مِن غیرھن مطلب اور عورتیں۔ یہ تیسرا مفروضہ ہے جو متن میں گھسیڑ دیا گیا ہے۔ حالانکہ النساء کا مضاف الیتامیٰ جملہِ شرطیہ میں پہلے سے موجود ہے اگر تو آیت میں شرط اور جزاء کو پامال نہ کیا جائے۔

اب آ جائیں واپس روایتی ترجمے کی طرف قطعِ نظر اِس سے کہ یہاں النساء کا مضاف کیوں محذوف فرض کر لیا گیا۔ ترجمہ کہتا ہے کہ اور نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں۔

لیں جی ترجمے میں ایسی ڈنڈی کہ الامان والحفیظ۔ توبہ توبہ۔ قرآنی متن دیکھ لیں پہلے۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ۔ اب اِسی آیت کا لفظی ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی کا دیکھیں۔ تو نکاح کرو جو تم کو خوش آوے عورتیں، دو دو، تین تین، چار چار۔ یہ اُردو کا پہلا بامحاورہ ترجمہ ہے اور شاہ صاحب نے یہاں مِن النساء کا ترجمہ صرف عورتیں کیا ہے اور یہاں اور کا اضافہ نہیں کیا لیکن عرب علماء نے یہاں ایسا اورڈالا ہے کہ پھر تو اب ہر ترجمے میں بس اور ہی اور نظر آتا ہے۔ یہی اور لفظ سایر لکھ کر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی ڈالا ہے۔ سمجھ سے بالاتر ہے کہ اِس قدر جلیل القدر علماء و فضلاء صرف تقلید کا دَم بھرنے کیلئے ایک سادہ سے حرفِ جر کو مروڑنے میں ذرا بھی توقفِ علمی نہ کر سکے۔ اِنا للہ۔

یقین کیجئے مذکورہ آیت میں اگر آپ نے قیامت تک اور ڈھونڈ لیا تو مجھ سمیت میرے پورے خاندان کے سات خون معاف۔اب بتایئے یہ تحریفِ معانی ہے یا تحریفِ متن؟،اِس کا فیصلہ آپ خود ہی کریں۔

پس روایتی ترجمے میں پہلا مفروضہ یہ کہ ایک عام لفظ تقسطوکو صرف حقِ مہر کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا۔ دوسرا مفروضہ شرط اور جزاء میں انقطاع پیدا کرکے ایک نیا مضمون پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور تیسرا مفروضہ یہ کہ مِن النساء میں سے زبردستی کا اور برآمد کرلیا گیا تا کہ اپنی وہ کہانی جو پہلے سے ذہن میں یاد کرر کھی ہے کسی طور سے قرآن سے بھی ثابت ہو جائے۔

اب ذرا تفصیل سے دیکھتے ہیں روایتی ترجمے کے سب سے خطرناک علمی حادثہ کو جس کے بعد آیت ایک ناقابلِ فہم پہیلی بن کے رہ جاتی ہے۔یہ حادثہ دراصل آیت میں موجود شرط اور جزاء کو تحلیل کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔شرط اور جزاء کا باہمی اِنقطاع آیت کے ساتھ کیا ظلم روا رکھتا ہے اِس کی ایک واضح جھلک ہمیں ہمارے دَور کے ایک نہایت ذہین اور معروف عالمِ دین سید ابو الاعلیٰ مودودی کے ترجمے میں نظر آتی ہے۔دیکھئے۔

اور اگر تم یتیموں کے ساتھ بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں اُن میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو۔لیکن اگر

تمہیں اندیشہ ہو کہ اُن کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا اُن عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضے میں آئی ہیں، بے انصافی سے بچنے کیلئے یہ زیادہ قرینِ صواب ہے۔ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحات۔320۔321۔ مطبوعہ۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ سنِ اشاعت۔1949ء)

شرط یہ ہے کہ اگر تمہیں یتیموں کے ساتھ بے انصافی کا ڈر ہو تو پھر تم بطورِ جزاء۔۔۔ کیا کرو۔۔۔ دو دو، تین تین، چار چار عورتوں سے بیاہ رچالو۔ یہ کیا ہے ؟۔ مثلاً اگر تمہیں بیماری کا ڈر ہو تو پھر تم اپنی بکری کو گھاس ڈال لو۔ یہ مثال آیت کے ترجمے سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ شرط یہ تھی کہ تم یتیموں کے ساتھ ناانصافی کا ڈر رکھتے ہو۔اور جزاء اِس کی یہ ہے کہ تم عورتوں سے شادیاں کرلو۔ کچھ پلے پڑ رہا ہے یا نہیں ؟۔

میرا چیلنج ہے کہ قیامت تک اِس ترجمے میں متکلمانہ ربط نہیں ڈھونڈا جا سکتا کہ آخر کہنے والے کہنا کیا چاہتا ہے۔ صرف ایک صورت میں یہ ترجمہ ممکن ہے کہ اگر آیت کے دو باہم مربوط اجزاء کو توڑ کر الگ الگ کر لیا جائے۔

روایتی تراجم کا شُغل اپنی جگہ لیکن سورہ النساء کی مذکورہ آیت کا ایک ایسا انوکھا ترجمہ بھی ہمیں مل جاتا ہے جسے پڑھ کر بے اختیار منہ سے نکل پڑتا

ہے کہ اَرے بھائی کہنا کیا چاہتے ہو۔ یہ ترجمہ مکتبِ فراہی کے معروف عالمِ دین اور مولانا امین احسن اصلاحی کے شاگردِ رشید جاوید احمد غامدی کا ترجمہ ہے۔ دیکھئے۔

اور اگر اندیشہ ہو کہ یتیموں کے معاملے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اُن کے ساتھ جو عورتیں ہیں، اُن میں سے جو تمہارے لئے موزوں ہوں، اُن میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو۔ پھر اگر ڈر ہو کہ (اُن کے درمیان) انصاف نہ کر سکو گے تو (اِس طرح کی صورتِ حال میں بھی) ایک ہی بیوی رکھو یا پھر لونڈیاں جو تمہارے قبضے میں ہوں۔ یہ اِس کے زیادہ قریب ہے کہ تم بے انصافی سے بچے رہو۔ (البیان {نظر ثانی شدہ} جلد اوّل صفحات ۔446-448۔ مطبوعہ۔ ادارہ المورد لاہور۔ سنِ اشاعت۔ جولائی، 2018ء)

غامدی صاحب نے یہ ترجمہ دراصل مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر تدبّرِ قرآن سے ہی لیا ہے لیکن اِس طرح براہِ راست ترجمہ تو اصلاحی صاحب نے بھی نہیں کیا جس طرح سے غامدی صاحب نے ہمت کرکے یہ منفرد شگوفہ چھوڑا ہے۔ آیت کا بنیادی مسئلہ ہی ہے تو یتیم لڑکیوں کے نامحرم سرپرستوں کا غیر منصفانہ رویہ ہے جس کا تدارک کیا گیا لیکن غامدی صاحب نے تو پوری

کہانی ہی بدل ڈالی یعنی اور اگر اندیشہ ہو کہ یتیموں کے معاملے میں انصاف نہ کر سکو گے۔ یہ بات تو بہت ٹھیک ہے لیکن آگے دیکھئے کہ تو اُن کے ساتھ جو عورتیں ہیں، اُن میں سے جو تمہارے لئے موزوں ہوں، اُن میں سے دو دو، تین تین ، چار چار سے نکاح کر لو۔ یتیموں کے ساتھ جو عورتیں ، کیا مطلب؟، یہ متن میں کونسے الفاظ کا ترجمہ ہے؟، اور اگر کوئی یتیموں کا سرپرست ہی نہیں تو وہ توپہلے ہی سے ضمیر جمع مخاطب یعنی خفتم سے باہر ہو گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو شخص یتیموں کی سرپرستی ہی نہیں کر رہا تو اُس سے یتیموں کے ساتھ ناانصافی کی توقع کیسے رکھی جا سکتی ہے بلکہ ایسا شخص تو سرے سے مخاطب ہی نہیں ہے۔ یہ تو ایسی بات ہوئی کہ کوئی ڈاکٹر سے کہے کہ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم ناپ تول میں کمی بیشی کرو گے تو تم عمرہ پر چلے جاؤ۔ سوال تو یہ بھی بنتا ہے کہ آخر یتیم بچوں کے ساتھ ناانصافی کی تلافی اُن کی ماؤں سے نکاح کر کے کیسے کی جا سکتی ہے؟۔

النساء کو یتامیٰ کی مائیں بنا دینے کا ہُنر تو شاید حمید الدین فراہی کے شاگرد ہی بہتر جانتے ہوں گے ۔ یہاں پر اب مَیں مزید بحث کر کے ناحق اپنی توانائی نہیں ضائع کرنا چاہتا۔ آپ چاہیں تو اِس ضمن میں مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر تدّبرِ قرآن بھی پڑھ سکتے ہیں جس میں اُنہوں نے النساء کو یتامیٰ کی

مائیں بنانے کے حق میں دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ میرے نزدیک یہ دلائل تبھی لائقِ اعتناء ہو سکتے تھے جب آیت کا متن اِس طرح کے ترجمے کی گنجائش پیدا کر رہا ہوتا۔

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کا ایک حرف بھی تبدیل نہیں ہوا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ روایتی ترجمہ قرآنی متن کو پوری طرح تبدیل کر کے رکھ دیتا ہے۔ روایتی ترجمے کی تقریباً تمام بنیادی علمی و لغوی خرابیاں سمجھ لینے کے بعد اب بہت ضروری ہے کہ ہم اِس ترجمے کی بنیاد بننے والی روایت پر بھی تفصیلی بحث کر لیں۔

اب آجایئے اُس بنیاد کی طرف جس نے اِس آیت کو چیستاں بنا دیا ہے۔ یہ بنیاد دراصل امام بخاری کی حدیث کی معروف کتاب جامع الصحیح میں درج روایت یعنی ایک اثر سے قائم کی گئی۔ یہ اثر حضرت عروہ بن زبیر جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے بھانجے ہیں سے منقول ہے کہ مجھے میری خالہ نے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر بتائی۔ مصطلحاتِ حدیث میں اثر کہتے ہیں ایسی روایت کو جو کسی صحابی پر منقطع ہو جائے اور اِس کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچتا ہو۔

پہلے یہ پوری روایت دیکھ لیں پھر اِس پر بھی تفصیلی بحث کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى سورة النساء آية 3، فَقَالَتْ:" يَا ابْنَ أُخْتِي، هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا، تَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ وَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا، فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا، فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا عَنْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ، وَيَبْلُغُوا لَهُنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ، فَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ، قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ:" وَإِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ سورة النساء آية 127، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى فِي آيَةٍ أُخْرَى: وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ سورة النساء آية 127 رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ، قَالَتْ:" فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا عَنْ مَنْ رَغِبُوا فِي مَالِهِ وَجَمَالِهِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ، مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ-"

ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، اُنہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، اُن سے صالح بن کیسان نے، اُن سے ابن شہاب نے، اُنہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی اُنہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت وإن خفتم أن لا تقسطوا في اليتامى کا مطلب پوچھا۔ اُنہوں نے کہا میرے بھانجے اِس کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اُس کی جائیداد کی حصہ دار ہو (ترکے کی رُو سے اُس کا

حصہ ہو) اب اُس ولی کو اِس کی مالداری اور خوبصورتی پسند آ جائے۔ اِس سے نکاح کرنا چاہے پر انصاف کے ساتھ پورا مہر جتنا مہر اِس کو دوسرے لوگ دیں، نہ دینا چاہے، تو اللہ تعالٰی نے اِس آیت میں لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں کے ساتھ جب تک اُن کا پورا مہر انصاف کے ساتھ نہ دیں، نکاح کرنے سے منع فرمایا اور اُن کو یہ حکم دیا کہ تم دوسری عورتوں سے جو تم کو بھلی لگیں نکاح کر لو۔ (یتیم لڑکی کا نقصان نہ کرو) عروہ نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، اِس آیت کے اُترنے کے بعد لوگوں نے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس بارے میں مسئلہ پوچھا، اُس وقت اللہ نے یہ آیت ويستفتونك في النساء اُتاری۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دوسری آیت میں یہ جو فرمایا وترغبون أن تنكحوهن یعنی وہ یتیم لڑکیاں جن کا مال و جمال کم ہو اور تم اُن کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرو۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اُن یتیم لڑکیوں سے جن کا مال و جمال کم ہو نکاح کرنا نہیں چاہتے تو مال اور جمال والی یتیم لڑکیوں سے بھی جن سے تم کو نکاح کرنے کی رغبت ہے نکاح نہ کرو، مگر جب انصاف کے ساتھ اُن کا مہر پورا ادا کرو۔ (رواہ امام بخاری۔ کتاب تفسیر القرآن باب قولہ {وَاِن خفتم اَن لا تقسطو فی الیتامیٰ} ترقیم شاملہ۔ 4574)

روایت پر باقاعدہ بحث کرنے سے قبل یہ تمہیدی جملہ سند رہے کہ میرے نزدیک عقل اور نقل پر قرآن حاکم ہے الحمد للہ۔ عقل پر بھی اِس لئے کہ

انسانی عقل اپنی ذات میں اِس قابل نہیں کہ وہ خود سے ہدایت کا انتظام کر سکے اِسی لئے ہدایت کیلئے انسانی عقل ہمیشہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف نازل کردہ ہدایتِ خداوندی کی محتاج رہی رہے اور ہمیشہ رہے گی گو کہ قرآن کا کوئی بھی باقاعدہ حکم سورہ جمعہ آیت دوم کی رُو سے حکمت یعنی منطقی بنیاد سے خالی نہیں ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ متن کی تمام اخبار کا عقل احاطہ کر سکے۔ فلہٰذا حضرت ابراہیم کی آگ کا گلزار بن جانا، حضرت موسیٰ کی لاٹھی کا سانپ بن جانا، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہو جانا جیسی اخبار کا عقل کسی بھی طور سے احاطہ نہیں کر سکتی لیکن چونکہ ہم ایک قادر مطلق اور حیّ وقیّوم خدا کی ذات پر یقین رکھتے ہیں اِس لئے ایسے قادر مطلق خدا کی قدرت سے قطعی بعید نہیں کہ وہ اپنے قائم کردہ قوانینِ فطرت کو کسی بھی لمحے معطل کر دے۔

مَیں ذاتی طور پر سر سیّد احمد خان اور علّامہ غلام احمد پرویز مرحوم کی روش سے سخت نالاں ہوں جو متن کو عقل کے تابع کرنے کی ہر ممکن کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ یہ مخلص لوگ تھے جیسے کہ ہمارے ہاں کے روایتی علماء اور ائمہ ہیں لیکن دین میں کسی بھی شخص کا فہم حجت نہیں ہوا کرتا بھلے وہ صحابی ہی کیوں نہ ہو۔اِسی طرح مَیں اسلم جیراجپوری، عبداللہ چکڑالوی اور تمنا عمادی کی روش سے بھی سخت بیزار ہوں جو دین کے اِس قدر قیمتی ذخیرہ یعنی روایات کو بیک جنبشِ قلم دریا بُرد کر دیتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ

ہمارے لئے قرآن ہی کافی ہے۔ اِس میں کیا شبہ ہے کہ قرآن کافی ہے لیکن اِس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ ہم احادیثِ رسول اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی قیمتی آراء سے خود کو محروم کر دیں۔ میرے نزدیک میرے اپنے فہم سے کہیں زیادہ معتبر وہ حدیث ہے جس کی سند اور متن پر مجھے علمی تسلی حاصل ہو جائے۔ البتہ میرے نزدیک دین میں حجت صرف متن اور وہ اُسوہِ رسول ﷺ ہے جس میں اُمت نے ابھی تک کوئی اختلاف نہیں کیا۔ بس۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے جس قدر محبت علم الرجال سے ہے اُسی قدر تو شاعری سے بھی نہیں لیکن اِشتغال کم ہونے کا سبب یہ ہے کہ مَیں عموماً علامہ البانی کی تحقیق پر بھروسہ کر لیتا ہوں ورنہ جہاں علامہ البانی اور حافظ زبیر علی زئی میں اختلاف ہو جائے تو پھر مَیں تمام تر رجال خود دیکھ لیتا ہوں تاکہ سند کی بابت خود ہی کوئی مناسب فیصلہ کر سکوں۔

مذکورہ روایت میں سند کے اعتبار سے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی اِس پر بحث کرنے کی حاجت ہے لیکن روایت کا متن دو نئے احکام پیدا کر رہا ہے جس کی بنیاد قرآن میں موجود نہیں ہے، اُسی کو دیکھنا ہے۔ میرے نزدیک کسی بھی روایت کو پرکھنے کا سادہ اُصول یہ ہے کہ اُس روایت کا متن قرآن کے متن سے بالکل بھی متصادم نہ ہو ورنہ وہ متن جس قدر بھی مستند کیوں نہ ہو میرے لئے لائقِ اعتناء نہیں کیونکہ روایت اپنی اصل میں بہر حال تاریخی

مواد ہے لیکن قرآن کوئی تاریخی مواد نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ محفوظ و متعین ہدایت ہے۔

ایسی تمام روایات جن میں واضح طور پر ایسے احکام ملتے ہیں جو براہِ راست قرآن سے متصادم نہیں تو مَیں ایسی روایات پر عمل کو ضروری سمجھتا ہوں جیسا کہ مَیں رکوع میں جاتے اور اُٹھتے وقت رفع یدین کی روایات پر خود بھی عمل کرتا ہوں اور اِس کی عموماً تلقین بھی کرتا رہتا ہوں جبکہ اُمت کی اکثریت یہ جانتے بُوجھتے کہ رفع یدین کی روایات تواتر کو پہنچ رہی ہیں رفع یدین نہیں کرتے حتیٰ کہ خود علماء تک بھی عمل نہیں کرتے اِس لئے روایتی علماء میرے لئے ناقدِ حدیث کا لقب تو اختیار نہیں کریں گے۔ پس صحیح السند روایات کے ایسے نامناسب ترک واِستخفاف کا مَیں قائل نہیں۔ اب روایت کا متن دیکھ لیجئے۔

روایت کا پہلا حصہ یعنی یہ خبر کہ سورہ النساء کی آیت سوم میں یتامیٰ سے مراد یتیم لڑکیاں ہیں اِس سے تو مَیں کُلّی طور پر متفق ہوں لیکن آگے بیان کیا گیا کہ اللہ نے یتیم لڑکیوں سے نکاح سے منع کر دیا ہے جبکہ مزید وضاحت یہ کہ اللہ نے یتیم لڑکیوں کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کا حکم دیا ہے۔ پس یہ دونئی باتیں نہ تو سورہ النساء آیت سوم میں سے کسی لفظ سے برآمد ہوتی ہیں

اور نہ ہی قرآن میں کسی بھی دوسرے مقام سے اور نہ ہی کسی صحیح السند مرفوع حدیثِ رسول سے معلوم ہوتی ہیں۔

ہم سورہ النساء کی آیت سوم پر بار بار غور کر چکے ہیں اور متعدد روایتی اور غیر روایتی تراجم بھی دیکھ آئے ہیں لیکن اِن میں سے کسی بھی ترجمہ کا متن سے براہِ راست ربط نہیں بنتا بلکہ متن کے اشکال کو اِسی روایت کی بنیاد پر رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے حالانکہ اگر متن کو باہم مربوط مان کر اِس پر غور کریں تو اصل مدّعا دو جمع دو چار کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ قرآن کا یہ اپنا دعوٰی ہے کہ وہ عربیِ مبین میں نازل ہوا ہے اور اِسے وضاحت کیلئے کسی بیرونی متن کی ضرورت نہیں پڑتی اور نہ ہی یہ متن کسی خاص انسانی فہم کا محتاج ہے۔ اب یہ میری ہی بدنصیبی ہے کہ حضرت امّاں عائشہ رضی اللہ عنہا اور میرے درمیاں صدیوں کا فاصلہ ہے ورنہ مَیں بھاگ کر جاتا اور آیتِ مذکورہ کے ضمن میں اپنی تمام اُلجھنیں امّاں کے حضور پیش کر دیتا۔ لیکن اب تو یہ کام نہیں ہو سکتا اور اب اِس کیلئے ہمیں صرف قرآن کے اصلی متن ہی پر غور کر کے کسی نتیجے پر پہنچنا ہو گا۔ خدا گواہ ہے کہ آیتِ مذکورہ پر جس قدر مَیں نے ذہنی مشقّت کی ہے یہ تو اب مَیں ہی جانتا ہوں کہ اِس وقت میرا سر چکرانے لگا ہے لیکن پھر بھی ہاتھ لکھنے سے باز نہیں آ رہے۔ لیکن خدا کا فضل

ہوا اور وہ عقدے جو شاید مہینوں کی غور و فکر سے حل نہ ہوتے آیتِ مذکورہ کے متن کو آپس میں مربوط دیکھ کر فوراً حل ہو گئے اور ایسا شرحِ صدر ہو گیا ہے کہ جیسے آیت کا یہ فہم مَیں پہلے سے جانتا تھا۔ روایت پر ضروری بحث کے بعد اب مَیں آیتِ مذکورہ کا وہ سادہ اُردو ترجمہ پیش کرتا ہوں جو صرف اور صرف متن سے اخذ کیا گیا ہے۔ دیکھئے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتَامٰی فَانْکِحُوْا
اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکتے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو پھر نکاح کر لو
مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ
جو تمہارے موافق ہوں اِنہی عورتوں میں سے، دو دو کر کے، تین تین کر کے، چار چار کر کے
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً
پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کر پاؤ گے تو پھر ایک سے نکاح کرو
اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ
یا پھر کنیزوں پر اِکتفا کرو جو پہلے سے تمہارے ہاتھ میں ہیں
ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا
یہ زیادہ قرینِ انصاف ہے کہ تم پر عیال داری کا بوجھ نہ پڑے

بتائیے اِس ترجمے میں کیا جھول ہے؟۔ میرا نہیں خیال کہ اِس ترجمے کے بعد بھی کسی لمبی چوڑی تفسیر کی حاجت باقی رہتی ہے۔ اب الفاظ کی وضاحت بھی دیکھ لیجئے تاکہ جو تھوڑا بہت اِبہام باقی ہو تو وہ بھی رفع ہو جائے۔

اِنْ

اِن حرفِ شرط ہے اوراِس کا معنٰی ہے اگر۔ یہ عموماً کسی جملے کے آغاز میں آتا ہے بالکل ایسی صورت میں جیسے ہم اُردو میں بولتے ہیں کہ اگر تم خاموشی اختیار کروگے تو پھر مَیں کچھ لکھوں گا۔ عربی میں اِسے اِن تسکتُ فاکتبُ شیئاً کہیں گے۔ حرفِ شرط کا عمومی قاعدہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ جزاء مانگتا ہے یعنی یہ حرف کسی بھی جملے میں آکر جملے کو کامل نہیں رہنے دیتا بلکہ ایک اور جملے کی طلب لیکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ آیت مذکورہ میں یہی حرفِ شرط اِن آگے کے جملے میں حرفِ تعقیب فَا کے ساتھ مل کر پورا ایک بیانیہ تشکیل دے دیتا ہے۔ پس اگر ہم اِن کو فَا سے توڑ دیں تو پوری آیت کا مدّعا مفقود ہو جاتا ہے اور سمجھ نہیں آتی کہ متکلم کہنا کیا چاہتا ہے۔ روایتی ترجمے میں یہی لغوی سقم ہے جس کے سبب پوری آیت ایک پہیلی بن کے رہ گئی ہے۔

خِفْتُمْ

یہ صیغہ اصل میں جمع مخاطب کا ہے لفظی معنٰی تمہیں خوف ہو۔ تمہیں سے کون لوگ مراد ہیں؟۔ یہ دراصل یتیم لڑکیوں کے نامحرم سرپرست ہیں۔ اگر یہ یتیم لڑکیوں کے نامحرم سرپرست نہیں ہیں تو پھر اِن سے انصاف کی توقع کا کوئی مطلب نہیں بنتا۔ یہ نکتہ ذہن نشین کرلیں۔

یعنی معاملہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی یتیم لڑکی اپنے کسی نامحرم ولی کے پاس پرورش پا رہی تھی اور اب وہ بالغ ہو چکی ہے اور اُس کے سرپرست کو یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ اب اِس کی کفالت کا کیا انتظام ہو گا کیونکہ بلوغت کے بعد تو اب اِسے اپنے ساتھ ایک چھت تلے رکھ نہیں سکتا تو اب اِس کا کیا حل نکلے گا۔ قرآن ایک قدم آگے بڑھا اور کہا کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بس تم اِس یتیم بچی کو اب اپنے گھر کی رونق بنالو۔اِسی طرح تمہارا گھر بھی آباد ہو جائے گا اور یہ بیچاری بھی اب دربدر بھٹکنے سے محفوظ ہو جائے گی۔

تُقْسِطُوْ

یہ فعلِ مضارع جمع مخاطب کا صیغہ ہے۔ تقسطو کا لفظی معنیٰ ہے تم انصاف کرتے ہو یا انصاف کرو گے۔ اصل مادہ مصدر قِسطُ سے بروزنِ مُفعِلُو کسی کو اُس کا پورا پورا حق دینے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ قسط کو حقِ مہر کے ساتھ مخصوص کرنے کا کوئی قرینہ متن میں موجود نہیں ہے۔ روایتی ترجمہ اور تفسیر نے قرآن کی ایک جامع اصطلاح کو محض حقِ مہر میں مقید کر کے اصطلاح کی حقیقی روح پامال کر دی ہے۔ روایتی علماء کی بھی عجیب روش ہے کہ کبھی قسط کو حقِ مہر بنا دیتے ہیں اور کبھی صدقہ کو۔

معاملہ یوں ہے کہ جب یتیم بچی بالغ ہوئی تو نامحرم سرپرست کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اب اِس کی مزید کفالت و ضروریاتِ زندگی کا بندوبست کیسے جاری رہے گا جبکہ اب تو یہ قانونی طور پر یتیمی سے نکل آئی ہے تو اِسی فکر کے پیشِ نظر قرآن کہتا ہے کہ دیکھ لو اگر تم اِس یتیم لڑکی کے ساتھ واقعی میں عدل و انصاف سے کام لینا چاہتے ہو تو اِسے اپنے نکاح میں لیکر اِس کی کفالت اور ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کو باقاعدہ اپنی ذمہ داری بنا لو تاکہ اِس کا مستقبل بھی محفوظ ہو جائے اور آپ بھی ناانصافی کے اندیشوں سے بچ جاؤ۔

الیَتامیٰ

الیتامیٰ جمع مکسّر ہے اور لفظی معنیٰ یتیم بچے اور بچیاں یا معرفہ کی وجہ سے اِس کا مطلب کوئی خاص بچے یا بچیاں بھی مراد لیا جا سکتا ہے یعنی ال یہاں یتامیٰ کو مُبدّل مِنہ بنا رہا ہے اور پھر آگے جزاء میں مِن النساء اِس کا بدل بن جاتا ہے۔ آیت کا پورا فکری ڈھانچہ اِسی ایک صیغے پر کھڑا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہاں یتامیٰ سے مراد یتیم لڑکیاں کیوں لیا گیا ہے جبکہ یتامیٰ کے آگے تو ایسی کوئی اضافت موجود نہیں۔

اِس اُلجھن کا سادہ حل یہ ہے کہ یتامیٰ کا بدل موجود ہے لیکن جملہِ جزائیہ میں یعنی فانکحو ماطاب لکم مِن النساء میں جو مِن النساء ہے یہی یتامیٰ کا بدل ہے یعنی یتامیٰ النساء مطلب یتیم لڑکیاں۔ عربی زبان کے قواعد سے واقف جانتے ہیں کہ مِن کی ایک قسم بیانیہ بھی ہوتی ہے جس کا ذکر آگے ہم کریں اور یہاں مِن بیانیہ ہی آئی ہے۔ علاوہ ازیں اِس کی بنیاد اِسی سورہ کی آیت 127 میں بھی مل جاتی ہے جہاں باقاعدہ یہ مرکبِ اضافی یتامیٰ النساء آگیا ہے۔ پوری آیت کا قُفل اِسی ایک صیغہ میں چھپا ہے یعنی اِس کا بدل سمجھ آگیا تو گویا پوری آیت روشن ہو کر ذہن و قلب کو منور کر دیتی ہے۔

فَانْكِحُوْا

صیغہ فانکحو حرفِ تعقیب کے ساتھ فعلِ اَمر جمع مخاطب کا معنٰی دیتا ہے۔ اگر آیت میں اَنکحو کے آگے یہی حرفِ تعقیب نہ ہوتا تو روایتی ترجمہ کی گنجائش نکل آتی لیکن حرفِ تعقیب یعنی فاء نے تو پہلے جملے کو اپنے ساتھ باندھ لیا یعنی اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے۔۔۔ تو پھر نکاح کر لو یعنی معاملہ واضح ہو گیا کہ اگر تم اپنی زیرِ کفالت یتیم لڑکیوں سے ناانصافی کا ڈر رکھتے ہو تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اِن سے نکاح کر لو۔ اگر فانکحو سے مراد عام عورتوں سے نکاح کا حکم ہوتا تو پھر یتیم لڑکیوں کے متعلق ناانصافی کا ڈر نکاح کا سبب نہ بنتا یعنی آیت یہ نہیں بتا رہی کہ جس کا دل کرے جا کے اپنی پسند کی عورت سے نکاح کر لے بلکہ آیت نامحرم سرپرست کو یتیم لڑکیوں کے حق میں عدل کا پابند بنا رہی ہے اور جس کی ایک صورت اُن سے نکاح کرنا ہے۔ بتایئے اب اِس میں کیا اِبہام باقی رہا؟۔

اب بھی آپ بضد ہیں کہ نہیں یہاں قرآن تمام مسلمانوں کو مطلقاً یہ اجازت دے رہا ہے کہ اپنی پسند کی کسی بھی عورت سے نکاح کر لو تو پھر آپ کو آیت کے پہلے جملے یعنی وان خفتم ان لا تقسطو کو منسوخ کرنا ہو گا، نہ صرف اتنا بلکہ فانکحو سے حرفِ تعقیب فاء بھی ہٹانا ہو گا۔

طَابَ

طَابَ آیت میں تو فعلِ ماضی کی صورت میں آیا ہے لیکن یہ مصدر بھی ہے۔ اِس کا لغوی معنیٰ خوشگواری کے ہیں لیکن مَیں نے ترجمہ موافق کیا ہے کیونکہ اُردو میں آیت کے شایانِ شان یہی ایک اصطلاح مناسب معلوم ہوئی۔ طاب لکم کا سادہ مطلب یہ ہے کہ یتیم لڑکی کا نامحرم سرپرست یہ دیکھ لے کہ کہیں وہ اِس لڑکی پر ترس کھا کر تو اِس سے نکاح نہیں کر رہا اگر ایسی بات ہے تو پھر بہتر ہے کہ لڑکی کو اپنا مال ترکہ دے کر اُسے کسی معقول انسان کے ساتھ رخصت کر دے لیکن اگر وہ سچ میں دل سے چاہتا ہے کہ اُس کی کفالت میں رہی یہ لڑکی اب اِس کے گھر کی رونق بن جائے تو بسم اللہ، اِس سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مِنَ النِّسَآءِ

یہاں پر مِن حرفِ جر بیانیہ ہے۔ عربی زبان میں عموماً حرف مِن کی تین صورتیں استعمال ہوتی ہیں۔ پہلی صورت کو مِن ابتدائیہ کہتے ہیں جیسے خَرجو مِن البیت یعنی وہ گھر سے نکلے۔ دوسری صورت مِن بیانیہ ہے جیسے اِشتریتُ ثوباً مِّن حریر یعنی میں نے لباس خریدا جو ریشم کا ہے۔ تیسری صورت مِن تبعیضیہ ہے یعنی اَکلتُ مِن التفّاح یعنی سیبوں میں سے ایک سیب مَیں نے کھایا۔ مذکورہ آیت میں یہی مِن بیانیہ آئی ہے یعنی مِن النساء کا مطلب وہ عورتیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے یعنی یتیم عورتیں اُنہی میں سے تم نکاح کرو نہ کہ دوسری عورتوں سے۔ یہی وجہ ہے کہ روایتی ترجمے سے من گھڑت حرف اور نکال دیا جائے تو پوری آیت ایک پہیلی بن جاتی ہے۔ میرا یہ چیلنج ہے کہ روایتی ترجمے میں خود ساختہ لفظ اور ہی پوری آیت کے مفہوم کو پامال کر رہا ہے چنانچہ ایک بار یہ اور نکال کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا تو مدّعا ہی بدل گیا۔

مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ

مثنیٰ َ،ثُلاثَ اور رُباعَ دراصل عربی زبان کے محاورے ہیں۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے کہ ایک باپ اپنے دو بچوں میں سے چھوٹے بیٹے کو دو پین لیکر دے اور بڑے بیٹے کو ایک تو بڑا بیٹا گھر آکر اپنے چھوٹے بھائی سے کہے اب تمہارے پاس دو دو پین ہوں گے۔ بس یہی محاورہ ہر زبان میں آج بھی استعمال ہو رہا ہے اور قرآن چونکہ عربیِ مبین میں ہے چنانچہ اِس نے یہی عام محاورہ استعمال کر لیا کہ اب جب تم نے دل سے طے کر لیا ہے کہ یتیم لڑکیوں کو اپنے گھر کی رونق بناؤ گے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ تم دو یتیم لڑکیاں ایک ہی وقت میں اپنے نکاح رکھ لو لیکن اِس شرط کے ساتھ کہ اِن میں انصاف رَوا رکھ سکو ورنہ ایک ہی پر اِکتفا کر لو۔

مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

ملکت فعلِ ماضی ہے یعنی وہ جو مِلکیت میں آ جائیں۔ ایمانکم ضمیر جمع مخاطب ہے اور یہ اصل میں صیغہ یمین کی جمع ہے۔ یمین داہنے ہاتھ کو کہتے ہیں۔ یہ بھی عربی کا ایک عام محاورہ ہے۔ یہی محاورہ ہمارے ہاں سرائیکی اور اُردو میں بھی استعمال ہوتا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں بندہ میرا زیرِ دست ہے یا سرائیکی میں "اے بندہ میڈے ہتھ اِچ ہِے" کہتے ہیں۔ چونکہ غلام عورتیں عموماً لوگوں کی ملکیت ہوتی تھیں تو قرآن نے ایک عام محاورہ کے ذریعے مخاطب کو تنبیہ کر دی کہ اگر ایک یتیم لڑکی کے ساتھ بھی انصاف سے وقت نہیں گزار سکتے تو پھر اپنی لونڈی پر اِکتفا کرو اور اِس یتیم بچی کو اُس کا مال و متاع دے کر کسی معقول انسان کے ساتھ رخصت کر دو۔

تَعُوْلُوْا

تعولو کا اصلی مادہ ع و ل یعنی عول ہے لیکن یہاں یہ صیغہ جمع مخاطب کے طور پر آیا ہے یعنی تم عیال داری میں پڑو۔ عول کا لغوی معنٰی دو پلڑوں کا برابر نہ ہونا ہے لیکن اصطلاح میں یہ مادہ کبھی کبھار زیادتی اور کبھی سیاق کی رعایت سے عیال داری کے معنٰی میں بھی آ جاتا ہے کیونکہ عیال یعنی فیملی ممبرز بھی اِسی مادہ سے اسمِ مشتق ہے۔

یعنی خدا تعالٰی یہ قطعی نہیں چاہتا کہ تم زبردستی کی عیال داری میں پڑ جاؤ۔ پس تم پہلے اپنی حیثیت کو جانچ لو بعد میں ایک یا ایک سے زائد نکاح کا فیصلہ کرو۔ اگر تمہاری معاشی حیثیت یا سماجی حالات ایک سے زائد یتیم لڑکیوں سے نکاح کی اجازت نہیں دے رہے تو پھر ایک پر اِکتفا کر لو یا گر ایک کی بھی حیثیت نہیں ہے تو پھر یتیم لڑکیوں کو اپنے مال و متاع دے کر عزت سے رخصت کر دو کہ اب بلوغت کے بعد تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم مال اور دولت کی لالچ کے سبب یا کسی اور بہانے سے اِن کے ساتھ زیادتی کیئے رکھو یعنی اِنہیں نہ تو خود اپنانے کا فیصلہ کرتے ہو اور نہ اِنہیں کسی اور کے ساتھ گھر بسانے کی اجازت دیتے ہو۔

ایک یتیم لڑکی کے ساتھ اِس سے بڑی زیادتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس کا نامحرم سرپرست نہ تو خود اُس سے نکاح کرے اور نہ ہی اُسے کسی اور سے نکاح کرنے دے۔ بالفرض ایک لمحے کیلئے اگر ہم مان لیں کہ خدا نے یتیم لڑکی کے نامحرم سرپرست کو اُس سے نکاح کرنے سے منع کر دیا ہے لیکن اِس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہی سرپرست یتیم لڑکی کے مال و متاع پر قبضہ نہیں کرے گا اور اُس بیچاری کو بے یارومددگار نہیں چھوڑے گا؟۔ روایتی ترجمہ و تفسیر آیت کا پورا مدّعا ہی غارت کر دیتا ہے اور پھر سمجھ ہی نہیں آتی کہ خدا کس سے کیا کہنا چاہتا ہے۔ حالانکہ بات بالکل صاف اور سیدھی ہے کہ ایک طرف یتیم لڑکی کے حقوق کی نگہداشت کا مسئلہ ہے اور دوسری طرف اُس کے نامحرم سرپرست کو اِس ضمن میں ہدایات دی جارہی ہیں نہ کہ اُسے یہ حکم دیا جارہا ہے کہ چونکہ تم اِسے ایک مُٹھی بھر جَو حق مہر میں نہیں دے سکتے تو اب تمہیں اِس سے نکاح کرنے کا کوئی حق نہیں۔

☆☆☆☆☆

تعدّدِ اَزواج کا مسئلہ

اب آجاتے ہیں اپنے اصل موضوع کی طرف جسے بطورِ نتیجہ بیان کرنے کیلئے ہم نے اتنے پاپڑ بیلے۔ اسلام میں تعدّدِ اَزواج کا مسئلہ بالکل ایک بے بنیاد مسئلہ ہے اور اِس کی بنیاد ہمیں نہ تو قرآن میں ملتی ہے اور نہ ہی کسی ایسی صحیح حدیث میں جو قرآن کے کسی پہلے سے موجود حکم کی وضاحت کیلئے بیان کی گئی ہو۔ فلہٰذا یہ مسئلہ وہ ہے ہی نہیں جو بنا دیا گیا ہے یعنی کسی بھی مسلمان مرد کو چار شادیوں کی مطلق اجازت۔

ہم سورہ النساء کی آیت سوم پر تفصیلی بحث کر چکے ہیں جس کا مرکزی مضمون ہی یتیموں کے حقوق کی حفاظت و نگہداشت کے گرد گھوم رہا ہے اور ہم یہ بالکل دوٹوک طریق سے واضح کر چکے ہیں کہ آیت میں خِفتم سے مراد محض یتیم لڑکیوں کے نامحرم سرپرست ہیں۔اِسی تخاطب کی رعایت سے آگے کا ایک ایک حکم اپنا وجود ثابت کرتا چلا جاتا ہے۔یعنی مخاطب نامحرم سرپرستوں کی ذمہ داری اور پھر یتیم لڑکیوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے اُٹھائے جانے والے اقدامات کی ایک ایک کرکے وضاحت کی جاتی ہے۔

پس مذکورہ آیت کا مرد کی چار شادیوں سے بالواسطہ یا بِلا واسطہ کوئی ربط نہیں بنتا اور نہ ہی اِس آیت سے کسی بھی مسلمان مرد کیلئے مطلق چار شادیوں کی

اجازت یا حکم کی کوئی گنجائش نکلتی ہے۔اصل میں بات یہ ہے کہ من گھڑت ترجمہ کر کے نہ تو آیت مذکورہ کے متن کو متاثر کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی آیت میں دیئے گئے حکم کو منسوخ کرنے کی ضرورت ہے بلکہ آیت کا متن اور حکم دونوں صحیح سلامت اپنے مقام پر ضوفشاں ہیں البتہ جب کبھی مسلم معاشرے کو ایسی کوئی خاص صورتحال درپیش ہو جائے کہ جہاں یتیم لڑکیوں کے حقوق و نگہداشت کا مسئلہ کھڑا ہو جائے تو تب اِس پر آیت پر بغیر کسی تردّد کے عمل کیا جائے گا۔پس کسی بھی مفسر یا فقیہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ قرآنی متن کو اپنی مرضی سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی پسند کا مضمون برآمد کرنے کی کوشش کرے۔

اگر مَیں مذکورہ آیت کا بالکل سادہ مضمون بیان کروں تو معاملہ کچھ یوں بنتا ہے کہ ایک طرف یتیم لڑکی ہے اور دوسری طرف اُس کا نامحرم سرپرست۔ یتیم لڑکی جب بالغ ہوئی تو نامحرم سرپرست کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اب اِس لڑکی کو مزید کیسے گھر میں رکھا جائے جبکہ اب تو یہ نکاح کے قابل ہو گئی ہے۔اِس کی دو ہی صورتیں ممکن ہو سکتی تھیں۔

ایک یہ کہ اُسی نامحرم سرپرست کو یہ حکم دے دیا جائے کہ اگر تمہیں موافق لگے تو تم خود آگے بڑھ کر اِس یتیم لڑکی کا سہارا بن جاؤ تاکہ یہ جس میں گھر

میں پلی بڑھی اُسی میں مستقل رہ جائے اور تم بھی اِس کی ضروریاتِ زندگی اور اِس کے مال و متاع کی نگہداشت کی فکر سے چھٹکارا پالو۔ چنانچہ اگر تم چاہو تو دو، تین اور چار یتیم لڑکیاں بھی اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو اگر تم انصاف کا دامن تھام سکو لیکن تمہیں ناانصافی کا ڈر ہو تو پھر ایک یتیم لڑکی کو اپنی منکوحہ بنالو اور باقی کو اپنے مال و متاع کے ساتھ عزت سے کسی معقول انسان کے ساتھ رخصت کر دو۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی تھی کہ نامحرم سرپرست کو مطلق یہ حکم دے دیا جاتا کہ اب جبکہ یتیم بچی بالغ ہو چکی ہے اِس لئے اب اِسے بہر صورت اپنے مال و متاع کے ساتھ کسی معقول انسان کے ساتھ رخصت کر دو یعنی تم خود اِن سے نکاح نہیں کرو۔ لیکن قرآن نے پہلی صورت اختیار کی جو معقول بھی ہے اور ہر لحاظ سے یتیم لڑکی کے حق میں زیادہ بہتر بھی ہے۔

یعنی اگر نامحرم سرپرست اپنی خوشی سے اِس یتیم لڑکی کو اپنے پاس بطورِ منکوحہ رکھنا چاہتا ہے تو اِس طرح یہ یتیم بچی جو اتنا عرصہ اِس شخص کے پاس رہی ہے اِسی کے ساتھ مانوس ہو کر اِسی کے گھر میں مستقل رہ لے گی لیکن اگر نامحرم سرپرست کو خدشہ ہو کہ وہ اِس لڑکی کے ساتھ انصاف نہیں کر پائے گا اور صرف اِس کے مال و متاع کی غرض سے اِس کو نکاح میں لے رہا

ہے تو اب اِسے حکم دیا جارہا ہے کہ اِس صورت میں تمھیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم قبضہ گیری اختیار کرکے یتیم لڑکی کو اپنے پاس روک کے رکھو۔

سبحان اللہ کیسا معقول انتظام ہے۔ایک طرف نامحرم پرست کو عدل کرنے کا پابند کردیا تو دوسری ایک یتیم لڑکی کی عزتِ نفس اور مال و متاع کو مستقل محفوظ رکھنے کا انتظام بھی کر دیا۔تو یہ ہے جناب وہ چار شادیوں والی آیت جس کو مزے لے لے کر یہ مولوی صاحبان منبروں پر بیان کرتے رہتے ہیں اور اگر اِن کا بس چلے تو یہ ہنستے بستے گھر اُجاڑ کر ہی دَم لیں کیونکہ ایک شادی سے تو اِن کا پیٹ نہیں بھرتا۔

اب اِس ضمن میں ایک منطقی اعتراض پر بھی غور کرلیں تو یہ بحث مکمل ہو جائے گی۔سوال یہ ہے کہ ایک نیک سیرت، وفاشعار، عیال دار اور اُمورِ خانہ داری کی ماہر بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کی ضرورت ہی کیوں پیش آئے گی؟۔کیا کوئی صورت اِس کے علاوہ باقی رہتی ہے کہ مرد صرف اپنی ہوس پرستی کی غرض سے ایسا کرتا ہے؟۔

البتہ اِس ضمن میں ایک حقیقی صورت ضرور پیش آسکتی ہے کہ جب ایک عورت میں باقی تمام اوصاف تو ہوں لیکن طبی طور پر ثابت ہو جائے کہ وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں تو ایسی صورت میں ایک مرد کو یہ اختیار

حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اب اگر چاہے تو دوسری شادی کر لے لیکن اِس میں بھی پہلی بیوی اور شوہر کے درمیان کچھ قوانین کا باقاعدہ طے ہونا لازمی کر دیا جائے ، یہ نہ ہو کہ دوسری بیوی آتے ہی پہلی بیچاری کے خلاف محاذ کھول دے اور اُسے در بدر کر کے ہی دَم لے اور شوہر پھر دوسری کا منہ تکتا رہ جائے۔ بہت بہتر ہے کہ اِس ضمن میں ریاست ہی کوئی باقاعدہ قانون سازی کرے تاکہ اُن قوانین کا جلد نفاذ بھی ممکن ہو سکے۔ ہم جیسے خستہ حال طالبعلم اگر اِس ضمن میں کوئی اُصول وضع کر بھی دیں گے تو ماننے کسی نے نہیں۔ مرد کو ایسی خاص صورت میں دوسری شادی کی اجازت دین میں اجتہادی مسئلہ کہلاتا ہے جیسے کہ دین یہ نہیں طے کرتا کہ ایک مسلمان مرد کو کتنے بچے پیدا کرنا چاہیں چنانچہ یہ فیصلہ کہ کتنے بچے ہونے چاہئیں میاں بیوی خود ہی اپنی معاشی اور نفسیاتی حیثیت کو جانچ کر کر سکتے ہیں۔ بعض اوقات تمام معاملات بالکل ٹھیک چل رہے ہوتے ہیں لیکن بیوی کی صحت کمزور ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات بیوی ایک دم فٹ فاٹ ہوتی ہے لیکن میاں کی صحت بگڑ جاتی ہے چنانچہ یہ کام چونکہ خدا کے طے کرنے کے تھے نہیں تو خدا نے انسان ہی کو اِس میں مکمل آزادی دے دی کہ اِس ضمن جو کچھ اپنے لئے مناسب سمجھیں، طے کر لیں، اِس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔

ہمارے ہاں تو ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک مرد اچھی طرح جان چکا ہوتا ہے کہ اُس کی بیوی اب اُسے اولاد کی نعمت نہیں دے سکتی لیکن پھر بھی وہ وفاشعاری کا دَم بھرتا رہتا ہے اور دوسری شادی کیلئے خود کو آمادہ نہیں کر پاتا، حتیٰ کہ بیوی کے مرنے کے بعد بھی اب جبکہ وہ چاہے تو دوسری شادی کر سکتا ہے، لیکن نہیں کرتا۔بتایئے کیا ایک عادل مطلق خدا ایسی وفاشعاری کو بے اَجر چھوڑ سکتا ہے؟۔

پس ثابت ہوا کہ سورہ النساء کی مذکورہ کا آیت کا چار شادیوں سے قطعی طور پر کوئی تعلق نہیں بنتا اور نہ ہی آیت کے متن سے مطلق چار شادیوں کا کوئی جواز نکلتا ہے۔القصہ مختصر کہ یہ آیت سرے سے ایک یا چار شادیوں کے موضوع پر بحث ہی نہیں کر رہی بلکہ یہاں خالصتاً یتیم لڑکیوں کے حقوق کی حفاظت اور اُن کے نامحرم سرپرستوں کو دی گئی وہ خاص ہدایات ہیں جو اُس وقت کیلئے تھیں اور اگر آج بھی کسی مسلم معاشرے میں ایسی خاص صورتحال پیدا ہو جائے تو آیت ایک مستقل دینی رہنمائی کی حیثیت سے قابلِ عمل رہے گی۔

☆☆☆☆☆

سید المجاذیب خواجہ نعمان نیئرؔ کلاچوی صوبہ خیبر پختونخواہ کی ایک دور اُفتادہ تحصیل کلاچی کے باسی ہیں۔ آپ ایک جامع العلوم شخصیت ہیں۔ آپ بیک وقت مذاہبِ عالم، علم الکلام و فلسفہ، شعر و اَدب، صحافت و بلاغت، معاشرت و سیاست، نفسیات و روحانیات اور رقص و موسیقی پر گہری گرفت رکھتے ہیں۔ آپ ایک طویل عرصے سے مسلسل گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے ہیں اور دریں اثناء علمی و تحقیقی کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ ماڈرن فلاسفی اور علمِ نفسیات پر آپ کا علمی کام اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ چھ کتابوں "عشق کی سائنس"، "تصوف کی ڈکشنری"، "صراطِ دانش"، "سوزِ نہاں"، "قبیلہ نور احمد خیل"اور " Trek to Intellect "کے مصنف ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر کئی مقالات و علمی شذرات کے بھی مؤلف و مصنف ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ بھی آپ ہی کی علمی و تحقیقی جہد کا ماحصل ہے۔